ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.1, 2024

# جنسی آزادی، ٹرانسجینڈرز اور مغربی معاشرہ :ایک تحقیقی و تجزیاتی مطالعہ

# *Sexual Freedom, Transgenders, and Western Society: A Research and Analytical Study*

***1-Munazza Jabeen***
*PhD Scholar Department of Islamic Studies University of Lahore*
***2-Dr Malik Kamran***
*Assistant Professor Department of Islamic Studies University of Lahore*

***Abstract***

*This article discusses the concept and impacts of transgender and self-perceived identity in West, including the legal recognition of gender identity, non-binary identities, anti-discrimination laws, cultural and social attitudes, the impact of religion, and the role of self-perceived identity in immigration and asylum, education, and public debates. In some European countries, religious beliefs play some role in shaping attitudes toward self-perceived identity.it also discusses the same sex marriages, its impacts on family system and the rules of adaptation of children. The family system in the West is on the verge of collapse due to the increasing rate of unmarried mothers and same sex marriages. After that it describes the story of some peoples who modified their bodies according their own opinion to become any animal they liked to be. Now increasing the number of people who want to make themselves a non-human identity many people have also tried to transform themselves into animals or non-human creatures through their physical changes. These people try to make their physical appearance resemble animals or imaginary creatures through body modifications.*

**Keywords:** *public debates, sex marriages, physical changes, cultural, family system*

ٹرانسجینڈرز اور جنسی ازادی کے بارے میں رویے، وقت، مقام، مذاہب اور ان کے فرقوں کے حوالے سے بدلتے رہے ہیں۔ موجودہ دور میں دنیا کے ترقی یافتہ ممالک میں نقطہ نظر اس ضمن میں باہم خاصا مختلف ہے اور اسی طرح اسکے اثرات بھی مختلف ممالک میں مختلف اوقات میں مختلف رہے ہیں۔ تمام ثقافتوں میں جنسی رجحان، صنفی شناخت اور اظہار متنوع ہوتے ہیں مگر ان سب میں مذہب کا عمل دخل بھی کافی رہا ہے،۔ مذاہب عموماً ہم جنس پرست رویوں کی مخالفت کرتے ہیں۔ تاہم ترقی یافتہ ممالک میں بہت سے مذاہب کے ماننے والوں کی بہت بڑی تعداد دونوں جنسوں کی طرف رجحان کی حامی ہے، اور بعض ہم جنس شادیوں کو بھی قبول کرتے ہیں اور ایل جی بی ٹی کیو حقوق کا پرچار بھی کرتے ہیں۔ ایسے افراد کی تعداد ترقی یافتہ معاشروں میں مسلسل بڑھ رہی ہے۔ مذہبی بنیاد پرستی براہ راست ہم جنس مخالف رویے سے منسلک ہے مگر یہ بات بھی درست ہے کہ ہم جنس مخالف رویہ محض مذہب کی وجہ سے نہیں ہوتا بلکہ مختلف مذاہب کے پیروکار، ملکی یا قومی سطح پر اجتماعی رویے کی وجہ سے بھی اس کی مخالفت کرتے ہیں۔

مغرب میں مذہب کو چونکہ اجتماعی سماجی و سیاسی زندگی سے بے دخل کر کے ذاتی زندگی تک محدود کر دیا گیا اور جنس کے حوالے سے کسی بھی رویے و اظہار کو ذاتی فعل سمجھ کر بے لگام چھوڑ دیا تو اسکا پہلا نتیجہ یہ نکلا کی وہاں خاندانی نظام تباہ ہونے لگا خاندانی اقدار ختم ہو

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.1, 2024

گئیں اور اسکے ساتھ ہی دیگر تمام جنسی و اخلاقی خرافات کا سیلاب امڈ آیا۔ جنسی خواہش کی تکمیل کے لیے اس معاشرے و مذہب میں نکاح کی جو بھی صورت رائج تھی، ختم ہوئی تو کنواری ماؤں کی تعداد بڑھ گئی جس نے اور بہت سے مسائل کو جنم دیا، مغرب میں اسقاط حمل جائز قرار پانے کے باوجود ناجائز بچوں کی کثرت ہو رہی ہے، مغربی بچوں کی کم از کم 30٪ تعداد غیر قانونی بچوں کی ہے اور یہ بچے تنہا عورت یعنی کنواری ماں کا درد سر بنے ہوئے ہیں، یہی صورت حال فرانس میں ہے کہ اس کا ہر پانچواں بچہ ناجائز ہے، جبکہ برطانیہ میں ہر چوتھا بچہ غیر قانونی ہے، اب ناجائز اور جائز بچوں میں کوئی فرق روا نہیں رکھا جاتا، بلکہ ایسے قوانین بنا دیے گئے ہیں کہ کنواری ماؤں کو پورا تحفظ حاصل ہو۔

Mississippi leads the nation with the highest percent of births to unmarried mothers with 54% in 2014, followed by Louisiana, New Mexico, Florida and South Carolina. [1]

ویکیپیڈیا کے مطابق یونائیٹڈ سٹیٹس میں سنگل پیرنٹس میں 80 فیصد سنگل پیرنٹ مائیں ہیں، جن میں 34 فیصد تعداد غیر شادی شدہ ماؤں کی ہے۔ ہر دس میں سے چار بچوں کی ولادت غیر شادی شدہ ماؤں کے ہاں ہوتی ہے۔

غیر شادی شدہ کم عمر ماؤں کو بہت سے مسائل کا سامنا ہے بچوں کی کفالت کے لیے انکی پرورش کے ساتھ ساتھ نوکری کرنا، بچوں کے لیے ماں اور باپ دونوں کا کردار ادا کرنا، دوہرے بوجھ نے بہت سے نفسیاتی مسائل کو جنم دیا ہے۔ ان معاشروں میں حرام بچوں کی کثرت سے محرم و غیر محرم رشتے کا تصور ختم ہو گیا، بچوں کو معلوم ہی نہیں کہ انکا باپ کون ہے، عین ممکن ہے کہ لڑکی بڑی ہو کر جس لڑکے سے شادی یا جنسی تعلق قائم کرے وہ اسکے باپ کی ہی اولاد ہو، اور اگر مرد کسی لڑکی سے تعلق بنائے تو اسے معلوم ہی نہ ہو کہ یہ اسکی بیٹی ہے۔ یعنی جانوروں کی طرح کسی سے بھی تعلق قائم کیا جا سکتا ہے، والدین بچوں کی کفالت کے ذمہ دار نہیں چاہیں تو انکی کفالت کریں چاہیں تو چائلڈ کیئر سینٹر میں چھوڑ دیں، اسی طرح جب والدین بوڑھے ہوں تو اولڈ ہوم کا رخ کریں اور زندگی کے آخری ایام تنہائی و بچارگی سے گزاریں کیونکہ انکی کفالت کرنے و خیال رکھنے کے لیے اولاد موجود ہی نہیں خواہ معاشرے میں اس مرد کے بیسیوں بچے موجود ہوں۔ مغرب میں آزادئ نسواں کے بعد جنسی آزادی کا ایک نتیجہ یہ نکلا کہ وہاں خاندانی نظام تباہ ہو گیا، اور اس کے ساتھ ہی محرم رشتوں کا تقدس مفقود، اولاد کی کفالت سے دستبرداری، حرام بچوں کی کثرت، غیر شادی شدہ ماؤں کی تعداد اور بے شمار بیماریوں میں اضافہ ہوا، اور دوسرا نقصان یہ ہوا کہ جنسی بے راہ روی اس حد تک پہنچ گئی کہ جنسی خواہش کی تکمیل

---

[1] "The Number of Births to Unmarried Mothers in Massachusetts is Higher than You Think". Infinity Law Group. March 28, 2016. Retrieved May 20, 2024
https://en.wikipedia.org/wiki/Single_parents_in_the_United_States#cite_note-7

کے لیے فطرت سے ہٹ کر، غیر فطری طریقے رواج پانے لگے، فطرت یہ ہے کہ مرد وعورت جائز جنسی تعلق بنائیں، اور غیر فطری طریقہ یہ ہے کہ مرد مرد سے یا عورت عورت سے جنسی تعلق قائم کرے۔

اٹھارھویں اور انیسویں صدی میں ہم جنس پرستی کو عموماً ناپسندیدگی کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا۔ برطانیہ جیسے ممالک میں ہم جنس پرستوں کو سزائے موت بھی دی جاتی تھی۔ انیسویں صدی کے دوران صنعتی انقلاب اور روشن خیالی کی تحریکوں کی وجہ سے معاشرتی اور فکری سطح پر تبدیلیاں آئیں، کچھ ممالک میں ہم جنس پرستی کو ایک طبی مسئلہ سمجھا جانے لگا اور اسے ذہنی بیماری قرار دیا گیا۔ تاہم، انیسویں صدی کے آخر اور بیسویں صدی کے آغاز میں ہم جنس پرستی کے حوالے سے کچھ نظریات میں تبدیلیاں آنا شروع ہوئیں، جو بعد میں ہم جنس پرستوں کے حقوق کی تحریکوں کی بنیاد بنیں۔ یہاں تک کہ ہم جنس پرستی کے موضوع پر ادب اور فن میں بھی پیچیدہ رویے نظر آتے ہیں۔ کچھ ادیبوں اور فنکاروں نے اس موضوع پر کام کیا، لیکن عام طور پر یہ مضامین بہت زیادہ پوشیدہ یا علامتی طور پر پیش کیے جاتے تھے۔

انیسویں صدی کے اختتام سے ٹرانسجینڈرز کے حقوق کی تحریک عالمی سطح پر آگے بڑھتی جارہی ہے۔ بشمول ہم جنس پرست شادی کے حقوق، بچے گود لینے، والدین بننے، ملازمت کے حقوق، فوجی خدمات، صحت اور دیکھ بھال کے برابری کے سطح کے حقوق، اور ہم جنس پرست اقلیت کے تحفظ وحقوق کے لیے قانون سازی کی جارہی ہے۔ مغربی ممالک میں ہم جنس شادی کے قوانین ملکوں کے لحاظ سے مختلف ہیں، اور کئی ممالک میں ہم جنس شادی کو قانونی حیثیت دی گئی ہے۔ Pew Research Center کی تفصیلات کے مطابق:

نیدرلینڈز 2001 میں دنیا کا پہلا ملک تھا جس نے ہم جنس شادی کو قانونی حیثیت دی۔ 2003 میں بیلجیم نے ہم جنس شادی کو قانونی قرار دیا۔ 2005. میں اسپین نے ہم جنس شادی کو قانونی حیثیت دی۔ 2009 میں ناروے نے ہم جنس شادی کو قانونی طور پر تسلیم کیا گیا۔ 2009 میں سویڈن نے ہم جنس شادی کو قانونی قرار دیا۔ 2010 میں پرتگال نے ہم جنس شادی کو قانونی حیثیت دی۔ 2010 میں آئس لینڈ نے ہم جنس شادی کو قانونی قرار دیا۔ 2012 میں ڈنمارک نے ہم جنس شادی کو قانونی حیثیت دی۔ 2013 میں فرانس نے ہم جنس شادی کو قانونی قرار دیا۔ 2014 میں انگلینڈ اور ویلز میں، اور 2015 میں اسکاٹ لینڈ میں ہم جنس شادی کو قانونی حیثیت دی گئی۔ شمالی آئرلینڈ نے 2020 میں اسے قانونی حیثیت دی۔ 2017 میں جرمنی میں ہم جنس شادی کو قانونی حیثیت ملی۔ 2015 میں ایک ریفرنڈم کے ذریعے آئرلینڈ میں ہم جنس شادی کو قانونی حیثیت دی گئی۔ 2017 میں فن لینڈ نے ہم جنس شادی کو قانونی حیثیت دی۔ 2019 میں

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.1, 2024

آسٹریا نے ہم جنس شادی کو قانونی قرار دیا۔ سوئٹزرلینڈ نے 2021 میں ایک ریفرنڈم کے ذریعے ہم جنس شادی کو قانونی حیثیت دی۔ 2015 میں امریکی سپریم کورٹ کے فیصلے **Obergefell v. Hodges** کے بعد ہم جنس شادی کو ملک بھر میں قانونی حیثیت دے دی گئی۔ یورپ میں اب تک چھتیس ممالک میں ہم جنس شادی کی قانونی اجازت ہے۔

ویکیپیڈیا کے مطابق ہم جنس پرستوں کو شادی کے بعد عام شادی شدہ افراد کی طرح حقوق حاصل ہونگے:

Same-sex marriage can provide those in committed same-sex relationships with relevant government services and make financial demands on them comparable to that required of those in opposite-sex marriages, and also gives them legal protections such as inheritance and hospital visitation rights.[2]

سادہ الفاظ میں برائی و بے حیائی کو قانونی حیثیت دی گئی، دنیا کی تاریخ میں ہم جنس پرستی رائج رہی ہے، مذاہب و معاشروں کے اصول و قوانین خواہ کچھ بھی رہے ہوں خاندان کا ادارہ مرد و عورت ہی سے چلتا تھا، نسل انسانی حقیقی ماں اور باپ سے ہی آگے بڑھ رہی تھی مگر ہم جنسی تعلقات سے آگے بڑھ کے ہم جنس شادی کو قانونی تحفظ دینا انسانیت کی بربادی کے مترادف ہے۔

جیسے گناہ بانجھ نہیں ہوتے بلکہ بچے دیتے رہتے ہیں ایسے ہی ایک خرابی کو قانونی حیثیت دینے سے وہ ایک خرابی نہیں رہے گی بلکہ اسے کئی خرافات جنم لیں گی، جب مرد مرد سے اور عورت عورت سے شادی کرے گی تو اولاد کیسے ہوگی، نسل انسانی آگے کیسے بڑھے گی، اس طرح اولاد کے حصول کے لیے غیر فطری طریقے ڈھونڈے گئے پھر اسکے لیے مزید قانون سازی کی ضرورت محسوس ہوگی، ایسی صورت میں "الٹرنیٹ سروگیسی"(Altruistic Surrogacy)یعنی کرائے کی ماں، کی اصطلاح وجود میں آئی،

**الٹرنیٹ سروگیسی (Altruistic Surrogacy):** ایک ایسا عمل ہے جس میں ایک عورت اپنی مرضی سے کسی اور کے بچے کو اپنے رحم میں حمل کرنے اور پیدا کرنے کی ذمہ داری لیتی ہے۔ یورپ میں کرائے کی ماں (سروگیسی) کے قوانین ملک کے لحاظ سے بہت مختلف ہیں، اور ہر ملک کی قانونی، اخلاقی، اور سماجی پالیسیوں کے مطابق قوانین وضع کیے گئے ہیں۔ برطانیہ میں، کرائے کی ماں کے قوانین نسبتاً پیچیدہ ہیں۔ "الٹرنیٹ سروگیسی" (Altruistic Surrogacy) قانونی ہے، مگر "کمرشل سروگیسی"(Commercial Surrogacy)،یعنی کرائے کی ماں کو اضافی مالی فائدہ دینے کی اجازت نہیں ہے۔ نیدرلینڈز، بیلجیم ،برطانیہ اور آسٹریلیا میں الٹرنیٹ سروگیسی کی اجازت ہے جبکہ امریکہ کی کچھ ریاستوں میں بھی اسکی اجازت ہے۔

---

[2]https://en.wikipedia.org/wiki/Samesex_marriage#:~:text=Same%2Dsex%20marriage%20can%20provide,inheritance%20and%20hospital%20visitation%20rights.drived 6 september,2024.

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.1, 2024

اس طرح مرد ہم جنس جوڑے Assisted Reproductive Technolog ذریعے بچے لے سکتے ہیں

ART procedures involve surgically removing eggs from a woman's ovaries, combining them with sperm in the laboratory, and returning them to the woman's body or donating them to another woman.[3]

اس میں انڈے اور سپرم کو لیب میں ملا کر ایمبریو تیار کیا جاتا ہے، جو پھر عورت کے رحم میں منتقل کیا جاتا ہے۔ اس طرح مرد ہم جنس جوڑے کسی عورت کو معاوضہ دے کر اور پیدائش تک طبی امداد دے کر بچہ حاصل کر سکتے ہیں۔ اور قانونی طور پر اسکے والدین قرار پاتے ہیں۔ بچے کے پیدائش کے بعد، قانونی والدین کے طور پر تسلیم کرنے کے لیے، گود لینے کا قانونی عمل مکمل کرنا ضروری ہوتا ہے، گود لینے والے ہم جنس مرد جوڑے میں سے ایک ماں کا کردار ادا کرتا ہے اور ایک باپ کا۔

اسی طرح ہم جنس عورتوں کے جوڑے اولاد کے لیے Donor Insemination کے ذریعے بچے لے سکتی ہیں۔

Donor insemination is a simple procedure that uses a syringe to place semen into a woman's vagina to assist her in getting pregnant. The semen is normally obtained from a sperm donor – someone other than the woman's husband or partner.[4]

ڈونر انسیمینیشن میں سپرم ڈونر کے ذریعے بچے پیدا کرنے کا ایک طریقہ ہے، جس میں لیسبیئن جوڑے سپرم ڈونر کے سپرم کو استعمال کر سکتے ہیں۔

اس کے علاوہ ہم جنس پرست جوڑوں کو بچے گود لینے کی بھی قانونی اجازت ہے۔ بچے گود لینے کے حوالے سے کچھ ممالک میں قانونی طور اجازت دی گئی ہے، جبکہ کچھ ممالک میں یہ عمل محدود یا غیر قانونی ہے۔ برطانیہ، فرانس، جرمنی، ہالینڈ، بیلجیم، سپین، آئس لینڈ، انگلینڈ سکاٹ لینڈ اور نیدرلینڈ میں بچے گود لینے کے لیے اجازت ہے اور اس کے لیے کافی تفصیلی قوانین موجود ہیں اور گود لینے کے عمل کے لیے مخصوص ایجنسیوں اور محکموں کی طرف سے نگرانی کی جاتی ہے۔

ملکی گود لینے: ہم جنس جوڑے ملکی گود لینے کے ذریعے بچے گود لے سکتے ہیں۔ اس میں ایک مخصوص قانونی عمل شامل ہوتا ہے جس کے تحت جوڑے کو ایک بچے کو قانونی طور پر گود لینے کا حق ملتا ہے۔ ملکی قوانین کے تحت، گود لینے کے عمل میں ممکنہ والدین کی جانچ، سماعت، اور عدالتی فیصلے شامل ہوتے ہیں۔

---

[3] https://www.google.com/search?q=assisted+reproductive+technologies&oq=&gs_lcrp=EgZjaHJvbWUqCQgAEEUYOxjCAzIJCAAQRRg7GMIDMgkIARBFGDsYwgMyCQgCEEUYOxjCAzIJCAMQRRg7GMIDM-8 drived 9 seotember,2024.

[4] American Pregnancy Association, https://www.google.com/search?q=donor+insemination&sca_esvLEDGIMBGMcBGK8BGJcFGNwEGN4EGOAE2AECwgIHEAAYgAQYCsICBxAuGIAEGArCAgYQABgWGB6YAyCIBgGQBgq6BgYIARABGAu6BgYIAhABGBSSBwg4LjAuNi4xMaAHjawB&sclient=gws-wiz-serpdrived 9 september,2024.

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.1, 2024

بین الاقوامی گود لینے: اگر جوڑے ملکی سطح پر گود لینے کی سہولت نہیں پا رہے، تو وہ بین الاقوامی گود لینے کا انتخاب بھی کر سکتے ہیں۔ بین الاقوامی گود لینے کے لیے مختلف ممالک کے قوانین اور معاہدوں کی پیروی کرنا ضروری ہوتا ہے۔

یورپ کے کچھ ممالک میں ہم جنس شادی قانونی نہیں ہے، لیکن وہاں ہم جنس جوڑوں کے لئے رجسٹرڈ پارٹنر شپ کے حقوق موجود ہیں۔ ہم جنس جوڑوں کے لیے "رجسٹرڈ پارٹنر شپ" (Registered Partnership) ایک قانونی حیثیت ہے جو شادی کی طرح کچھ حقوق اور فوائد فراہم کرتی ہے لیکن اسے شادی کے برابر نہیں سمجھا جاتا۔ رجسٹرڈ پارٹنر شپ کے حقوق ہر ملک کے لحاظ سے مختلف ہیں۔

رجسٹرڈ پارٹنرز کو قانونی طور پر ایک دوسرے کے ساتھ رہنے اور اپنے رشتے کو تسلیم کرنے کا حق حاصل ہوتا ہے۔ ان کے رشتے کو قانونی تحفظ حاصل ہوتا ہے، اور ان کے درمیان ہونے والے معاہدے بھی قانونی حیثیت رکھتے ہیں۔ رجسٹرڈ پارٹنرز کو ایک دوسرے کی جائیداد میں وراثتی حقوق حاصل ہو سکتے ہیں، یعنی اگر کوئی پارٹنر وفات پا جائے تو دوسرا پارٹنر اس کی جائیداد کا حقدار ہو سکتا ہے۔ کچھ ممالک میں رجسٹرڈ پارٹنرز کو ٹیکس فوائد بھی ملتے ہیں، جیسے کہ مشترکہ ٹیکس ریٹرن فائل کرنا یا دیگر مالی فوائد جو عام طور پر شادی شدہ جوڑوں کو ملتے ہیں۔ اسی طرح ان کو امیگریشن کے حوالے سے بھی حقوق مل سکتے ہیں، جیسے کہ ایک پارٹنر۔

Today, domestic partnership law varies across states. Some places still offer protections to registered domestic partners. This is true even though same-sex marriage is legal. Domestic partnerships can give benefits like health insurance and social security. Others might enjoy income tax advantages.To start a domestic partnership, a couple might file a declaration of domestic partnership. This is usually filed with the city clerk or secretary of state.[5]

دوسرے ملک میں کام کرنے یا رہائش اختیار کرنے کے لیے دوسرے پارٹنر کی مدد کر سکتا ہے۔ ان کو ایک دوسرے کی صحت کے بارے میں فیصلے کرنے کا حق ہو سکتا ہے، جیسے کہ ہسپتال میں ملاقات کا حق، اور میڈیکل ایمرجنسی کی صورت میں دوسرے پارٹنر کے بارے میں فیصلے کرنے کا حق۔ کچھ ممالک میں رجسٹرڈ پارٹنرز کو ریٹائرمنٹ اور پنشن کے فوائد بھی ملتے ہیں، جو عام طور پر شادی شدہ جوڑوں کو ملتے ہیں۔ - بعض ممالک میں رجسٹرڈ پارٹنرز کو بچوں کو گود لینے کے حقوق بھی حاصل ہیں، تاہم یہ قوانین مختلف ممالک میں مختلف ہیں۔ رجسٹرڈ پارٹنرز کو علیحدگی کی صورت میں بھی قانونی حقوق حاصل

---

[5] https://www.findlaw.com/family/domestic-partnerships/state-laws-domestic-partnerships.html drived 9 september,2024.

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.1, 2024

ہوتے ہیں، جیسے کہ جائیداد کی تقسیم، بچوں کی کفالت، اور دیگر قانونی معاملات، رجسٹرڈ پارٹنرشپ کے حقوق کا دائرہ کار مختلف ممالک میں مختلف ہے، کچھ ممالک میں رجسٹرڈ پارٹنرشپ کے حقوق تقریباً شادی کے برابر ہوتے ہیں، جبکہ دیگر ممالک میں ان کے حقوق محدود ہیں۔

یہ ہے یورپ کا بھیانک خاندانی نظام، جس معاشرے میں ماں جیسی مقدس ہستی و مقدس رشتہ بھی کرائے پہ دستیاب ہو اس میں کیا خیر باقی رہ جائے گی۔ جس نے جنم دیا وہ ماں نہیں، کوئی مرد بچے کی ماں کیسے بن سکتا ہے، اور کوئی عورت بچے کا باپ کیسے بن سکے گی، سپرم کسی مرد کا، ایگ کسی عورت کا، رحم کسی اور عورت کی، پھر ان بچوں کی معاشرتی حالت یا پہچان کیا ہو گی، بس جانوروں کی سی زندگی جس میں نہ ماں کو اپنی اولاد کے بارے میں معلوم ہے نہ بچے کو اپنے والدین کے بارے میں، جنسی خواہش کو بے لگام چھوڑنے نے بے شمار سماجی واخلاقی بیماریوں کو جنم دیا، حلال حرام کی تمیز ختم ہو گئی، محرم رشتوں کا تقدس پامال ہوا، ماں باپ بہن بھائی کا رشتہ مفقود ہو گیا۔

اب حالات اسے مزید آگے بڑھ گئے ہیں، یورپ کے زیادہ تر ممالک میں جنس کی تبدیلی کی سرجری قانونی اور عام ہے،۔ مگر اب حالات اسے بھی آگے نکل گئے، اس شخصی آزادی نے بہت گھمبیر شکل اختیار کر لی ہے۔ اب ایک شخص جیسے چاہے اپنی پہچان بنا سکتا ہے۔ بہت سے لوگ اپنی جنس کی شناخت کو اس جنس سے مختلف پاتے ہیں جس میں وہ پیدائش کے وقت تھے۔ یہ احساس کہ آپ کا جسم آپ کی جنس کی شناخت سے ہم آہنگ نہیں ہے، جنس کی تبدیلی کی طرف بڑھنے کی ایک بڑی وجہ ہے۔

2015 میں مالٹا نے یورپ میں سب سے پہلے خود پر مبنی شناختی ماڈل اپنایا، جس میں افراد کو بغیر کسی طبی یا نفسیاتی شرط کے اپنی جنس کی شناخت تبدیل کرنے کی اجازت دی گئی۔

**2016** میں ناروے نے بھی ایسا ہی قانون نافذ کیا جس کے تحت 16 سال یا اس سے زیادہ عمر کے افراد کو اپنی قانونی جنس کی شناخت کا انتخاب کرنے کی آزادی دی گئی، اور 6 سے 16 سال کے بچوں کو والدین کی رضامندی کے ساتھ یہ حق دیا گیا۔

ڈنمارک نے بھی self perceived identity کو اپنایا، جس میں افراد کو قانونی طور پر اپنی جنس کی شناخت کو تبدیل کرنے کے لیے صرف ایک تحریری درخواست دینا ہوتی ہے۔ افراد کو اپنی جنس کی شناخت کا اعلان کرنے کا حق ہوتا ہے، اور یہی اعلان قانونی طور پر ان کی جنس کو تسلیم کرنے کے لیے کافی ہوتا ہے۔ اس ماڈل کے تحت، افراد کو اپنی شناخت تبدیل کرنے کے لیے کسی قسم کی طبی مداخلت (جیسے ہارمون تھراپی یا جنس کی تبدیلی کی سرجری) یا نفسیاتی تشخیص کی ضرورت نہیں ہوتی۔ افراد کو فوری طور پر اپنی شناخت کے مطابق نئے قانونی دستاویزات (مثلاً شناختی کارڈ، پاسپورٹ، یا پیدائش کا سرٹیفکیٹ) حاصل کرنے کی اجازت ہوتی

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.1, 2024

ہے۔یورپ میں اب کافی تعداد ایسے افراد کی ہے جنہون نے خود کو مرد سے عورت یا عورت سے مرد بنانے کے لیے سرجریز اور ہارمونز تھراپیز کروائیں۔

یورپ کے مختلف ممالک میں جنس کی تبدیلی کے اعداد وشمار مختلف ہیں ،برطانیہ میں، 2022 کے ایک مطالعے کے مطابق، ہر سال تقریباً 4,500 سے 5,000 افراد جنس کی تبدیلی کے عمل میں شامل ہوتے ہیں۔ان میں سے زیادہ تر افراد مرد سے عورت میں تبدیلی کے لیے ہوتے ہیں۔جرمنی میں بھی جنس کی تبدیلی کے بہت سے کیسز ہیں، اور ہر سال سینکڑوں افراد جنس کی تبدیلی کے عمل سے گزرتے ہیں۔فرانس میں بھی جنس کی تبدیلی کے کیسز میں اضافہ ہو رہا ہے، اور مختلف طبی اور نفسیاتی خدمات فراہم کی جاتی ہیں۔

کچھ یورپی ممالک میں اسکولوں میں خود پر مبنی شناخت کی حمایت کے لیے اقدامات بڑھ رہے ہیں، جن میں طلباء کے لیے ان کے اپنے شناخت شدہ ناموں اور ضمیروں کا استعمال کرنے کا حق شامل ہے۔

یورپ میں بالغ افراد کو اپنی جسمانی شناخت کے حوالے سے مکمل حقوق حاصل ہیں، یعنی وہ اپنی مرضی کے مطابق جسمانی تبدیلیاں کرواسکتے ہیں، جیسے کہ خود کو جانور جیسا بنوانا (جیسے "کیٹ مین" کی مثال)، کانوں کو نوکیلا کروانا، یا چہرے پر ہارن جیسے امپلانٹس لگوانا زیادہ تر ممالک میں قانونی ہیں۔ سپین، برطانیہ، اور جرمنی جیسے ممالک میں انتہائی باڈی موڈیفیکیشن کا عمل قانونی ہیں۔

کئی اور افراد نے بھی اپنی جسمانی تبدیلیوں کے ذریعے خود کو جانور یا غیر انسانی مخلوق میں تبدیل کرنے کی کوشش کی ہے۔یہ افراد باڈی موڈیفیکیشنز کے ذریعے اپنی جسمانی شکل کو جانوروں یا خیالی مخلوقات جیسا بنانے کی کوشش کرتے ہیں۔اب ایسے افراد کی تعداد بڑھتی جارہی ہے جو خود کی غیر انسانی شناخت بنوانا چاہتے ہیں۔ یہاں کچھ مشہور شخصیات کا ذکر کیا جارہا ہے جنہوں نے غیر معمولی جسمانی تبدیلیاں کرائی چند ایک مثالیں درج ذیل ہیں:

**کیٹ مین**: کا حوالہ عام طور پر **ڈینس ایونز** (Dennis Avner) یا "**اسٹالکنگ کیٹ** (Stalking Cat) " سے دیا جاتا ہے، ایک امریکی شخص تھا جس نے خود کو جسمانی طور پر بلی جیسا بنانے کی کوشش کی۔ڈینس ایونز نے متعدد سرجریاں کروائیں تاکہ وہ ایک بلی کی شکل میں دکھائی دے، اور اس نے اپنی زندگی اسی مقصد کے تحت گزاری،ڈینس ایونز نے اپنی ظاہری شکل کو تبدیل کرنے کے لیے مختلف جسمانی تبدیلیوں کا سہارا لیا، اپنی ناک اور چہرے کی شکل کو بلی جیسا بنانے کے لیے متعدد سرجریاں کروائیں۔بلی کی طرح دانتوں میں نوکیلے فینگ امپلانٹس لگوائے، اپنی جلد پر بلی کے پیٹرن والے ٹیٹو بنوائے۔کانوں کو بلی کے کانوں کی طرح بنانے کے لیے ان کی سرجری کروائی اور بلی کی طرح دم (پونچھ) بھی لگوائی تھی۔

Stalking Cat was an American man known for his extensive body modifications, which were intended to increase his resemblance to a tiger. For his 14 surgical

JAHAN E TAHGEEQ
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.1, 2024

procedures towards that goal, he held a world record for "most permanent transformations to look like an animal". "Stalking Cat" was his chosen name[6].

ڈینس ایونزنے دعویٰ کیا تھا کہ اس نے اپنی روحانی وثقافتی ورثے کی بنا پر یہ تبدیلیاں کروائیں، کیونکہ اس کی اصل شناخت ایک "بلی" یا "ٹائیگر" کی طرح ہے، اور اس کی جسمانی تبدیلیاں اس کی شناخت کے اظہار کا حصہ ہیں۔

**دی لیپرڈ مین (The Leopard Man):** ٹام لیپرڈ کو "دی لیپرڈ مین آف سکاٹ لینڈ" کہا جاتا ہے۔ اس نے اپنے جسم کو تقریباً مکمل طور پر ٹیٹوز سے ڈھانپ لیا تھا تاکہ وہ چیتے (لیپرڈ) کی طرح نظر آئے، ٹام لیپرڈ نے اپنے پورے جسم پر چیتے کے نشانوں کے ٹیٹو بنوائے تھے اور اسی طرح کی طرز زندگی اپنائی تھی، اور سکاٹ لینڈ کے جنگلات میں زیادہ تر وقت گزارتا تھا۔

after he covered 99.2 (or by some accounts 99.9) per cent of his body with tattooed spots to make himself look like a big cat and moved to the Scottish island.[7]

**دی ڈریگن لیڈی (The Dragon Lady):** ایوا تیامیٹ میڈوس (Eva Tiamat Baphomet Medusa) ایوا تیامیٹ نے خود کو "ڈریگن لیڈی" کے نام سے جانا، اور انہوں نے اپنی جسمانی شکل کو ڈریگن کی طرح تبدیل کرنے کی متعدد کوششیں کیں۔

Eva Tiamat Baphomet Medusa, otherwise known as the Dragon Lady, has undergone extreme body modification in order to transform into a dragon.[8]

اس نے ہارن امپلانٹس لگوائے، ناک کی سرجری کروائی تاکہ وہ ڈریگن کی ناک کی طرح دکھے، اور اپنی زبان کو دو ٹکڑوں میں کٹوا کر سانپ یا ڈریگن کی طرح بنایا۔ اس کے علاوہ، اس نے اپنی آنکھوں کے سفید حصے کو رنگوالیا اور چہرے پر ٹیٹو بنوائے جو ڈریگن کی طرح لگتے ہیں۔ ایوا تیامیٹ نے کہا کہ وہ خود کو انسانی شکل سے ڈریگن کی شکل میں تبدیل کر رہی ہیں، تاکہ ان کا اندرونی احساس جسمانی طور پر بھی ظاہر ہو۔

**لیزڈ مین (Lizard Man):** ایرک اسپروگ (Erik Sprague) ایرک اسپروگ، جو "لیزڈ مین" کے نام سے مشہور ہے۔

---

[6] https://www.google.com/search?q=%28Dennis+Avner++cat+man&sca_esv=edac8ac752a361e3&sca_upv=1&sxsrf=ADLYWIIyn_YMu_LyzsoDZWwUOkBGTamU6Q%3A1725972169097&ei=yT7gZubTBZyHkdUP56eX-AM&ved=0ahUKEwim3J-ws7iIAxWcQ6QEHefTBT8Q4dUDCA8&uact=5&oq=%28Dennis+Avner++cat+man&gs_lp=Egxnd3Mtd2l6LXNlcnAiFihEZW5uaXMgQXZuZXIgIGNhdCBtYW4yBhAAGA0YHjIIEAAYgAQYogQyCBAAGIAEGKIESKSSAVCiD1jujgFwC3gBkAEAmAHTAqAB-ySqAQYyLTE1LjK4AQPIAQD4AQH4AQKYAhygAsImqAIUwgIHECMYJxjqAsICFhAAGAMYtAIY5QIY6gIYjAMYjwHYAQHCAhYQLhgDGLQCGOUCGOoCGIwDGI8B2AEBwgIGEAAYFhgewgIFECEYoAGYAxm6BgYIARABGAuSBwkxMS4wLjEzLjSgB91F&sclient=gws-wiz-serp drived 9 september,2024.

[7] https://www.google.com/search?q=The+Leopard+Man+tom+man&oq=The+Leopard+Man+tom+man&gs_lcrp=EgZjaHJvbWUyBggAEEUYOdIBCTEwNDQzajBqN6gCCLACAQ&sourceid=chrome&ie=UTF-8

[8] https://nanaimonewsnow.com/2017/10/19/extreme-body-modification-the-dragon-lady/ drived 9 september,2024.

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.1, 2024

Erik Sprague known professionally as the Lizardman, is an American freak show and sideshow performer. He is best known for his body modification, including his sharpened teeth, full-body tattoo of green scales, bifurcated tongue, subdermal implants and green-inked lips.[9]

اپنی جسمانی شکل کو چھپکلی (لیزڈ) کی طرح بنانے کے لیے متعدد سرجریاں اور تبدیلیاں کیں انہوں نے اپنی زبان کو دو ٹکڑوں میں کٹوایا، اپنے جسم پر سبز رنگ کے ٹیٹو بنوائے، اور اپنے دانتوں کو نوکیلا کروایا تاکہ وہ چھپکلی کی طرح نظر آئیں۔ انہوں نے اپنی شکل کو اس قدر تبدیل کر لیا تھا کہ ان کا پورا جسم چھپکلی کی طرح دکھتا تھا۔

**ہارس مین (Rodrigo Fernando Dos Santos)**: رڈیکو، برازیل سے تعلق رکھنے والا ایک شخص، اپنی ظاہری شکل کو ایک گھوڑے کی طرح بنانا چاہتا تھا۔

Rodrigo Fernando dos Santos, a tattoo artist, has paid nearly £350 to cover the whites of his eyes with a solid, dark colour.[10]

اس نے گھوڑے کی طرح نظر آنے کے لیے اپنے چہرے پر ہارن امپلانٹس لگوائے، چہرے کو سرجری سے تبدیل کروایا، اور ٹیٹو بنوائے۔

اب یورپ میں "ہیومین ڈوگز" (Human Dogs) کا بڑا چرچا ہے۔ اُنہوں نے بھی اپنے لئے الگ جھنڈا تیار کر لیا ہے۔ کتے کو چونکہ ہڈی چاہئے، اس لئے اس جھنڈے کے وسط میں بھی بڑی ہڈی کی تصویر ہے، اب کینیڈا میں بھی ہیومین ڈوگز پائے جاتے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں، جنھیں لگتا ہے کہ وہ اصل میں انسان نہیں، کتے ہیں۔ وہ کتوں کی طرح ہی رہتے ہیں۔ چہرے پر کتے والا ماسک، پیچھے دم لگی ہوئی، گلے میں پٹا، کتوں کی طرح کھانا پینا، بھونکنا اور غرانا اور وہی رہن سہن۔

حال ہی میں سوشل میڈیا پر ایک ایسے جاپانی نوجوان کا چرچا تھا جس نے انسان سے کتا بننے کے لیے 15700 ڈالر خرچ کئے اور اپنا نیا نام TOCO رکھا ہے۔ پچھلے سال ایک ٹام نامی شخص نے MR.Puppy UK کا ایواڈ جیتا تھا جو Human Pups کے لیے منعقد کیا گیا تھا۔ صرف UK میں دس ہزار سے زائد انسانی کتوں کی Online Community موجود ہے جہاں وہ اپنے حقوق کے لیے جدوجہد کرتے ہیں یہ کمیونیٹی اٹھائیس سالہ آکسفوڑ گریجویٹ چلاتا ہے۔ Pup Play کے نام سے ان کے مختلف ایونٹس بھی کرانے شروع کر دیئے ہیں۔ Mr.Puppy Europe بھی اس طرح کا ایک بڑا ایونٹ ہے۔ جو انسانی کتوں کے لیے منعقد کیا جاتا ہے۔

---

[9] https://en.wikipedia.org/wiki/The_Lizardman_(performer)

[10] https://www.ibtimes.co.uk/brazilian-eyeballs-tattoo-black-rodrigo-fernando-dos-459504 drived 11 september,2024.

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.1, 2024

Why I left my fiancé to become a dog نامی ایک شخص کے مطابق اصلی کتوں کو تو پارکس میں کھیلنے اور واک کرنے کی بھی اجازت ہوتی ہے مگر انسانی کتوں کو تو اس کے لیے بھی بہت محنت کرنی پڑتی ہے۔ مردوں کے ساتھ ساتھ عورتیں بھی اس کمیونٹی کا حصہ ہیں۔

**خلاصہ:**

یہ ہے انسان کا خود اختراعی معاشرہ جس نے انسانی قدریں ہی بدل دیں، آزاد خیالی، مذہب سے بے زاری، جنسی تعلقات، آزادئ نسواں ،مادر پدر آزادی، اختلاط مرد وزن، بے لگام انسانی حقوق، یہ سب وہ بنیادی خرابیاں ہیں جنکی کوکھ سے نسل انسانی کی بنیادی اکائی خاندان کی تباہی، ہم جنس پرستی، ناجائز اولادیں، غیر فطری طریقہ پیدائش، تبدیلئ جنس، غیر فطری و غیر انسانی جنسی تسکین کے ذرائع، دو جنسی و ذو جنسی تعلقات و تصورات نے جنم لیا، اور اب بات اسے بھی بڑھ کے جانور بننے تک آ پہنچی ہے۔ پہلے پہل جن غیر قانونی و غیر اخلاقی کاموں کے بارے کہا جاتا تھا کہ یہ انسانیت کی توہین ہیں یا اس نے انسان کو مقام انسانیت سے پست کر دیا ہے نیچے گرا دیا ہے، آج وہ سب کام مغرب میں شوق و فیشن کے طور پہ کئے جاتے ہیں۔